Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:11 (1982)

وقائع علمیہ

صاحبزادہ ساجد الرحمان

ندوۃ المصنفین اعظم گڑھ (بھارت) میں اسلام اور مستشرقین کے موضوع پر کانفرنس۔

دار المصنفین اعظم گڑھ، مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کے علم وفضل کی انتہائی قابلِ قدر یادگار ہے ۱۹۱۴ء میں اس مقام پر علم وفضل کی جو قندیل روشن کی گئی تھی وہ آج تک پوری آب وتاب سے طالبانِ علم کی راہوں کو منور کر رہی ہے۔

ماہِ فروری ۱۹۸۲ء کی ۲۱ تا ۲۳ تاریخ اس عظیم علمی مرکز میں "اسلام اور مستشرقین" کے موضوع پر مجلسِ مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں عالمِ اسلام کی نامور شخصیتوں نے شمولیت فرمائی اور علمی و تحقیقی مقالات پیش کئے عالم اسلام کے جن مایۂ ناز اہل علم نے اس اجتماع میں شرکت فرمائی اُن میں فقہ الزکوٰۃ اور متعدد تحقیقی کتب کے مصنف، قطر یونیورسٹی کی شریعت فیکلٹی کے صدر ڈاکٹر یوسف قرضاوی اور ابوظہبی یونیورسٹی کے شعبۂ قانون کے صدر ڈاکٹر محمود طنطاوی بھی شامل تھے۔ مولانا صباح الدین عبدالرحمٰن کی خصوصی پر ادارۂ تحقیقات اسلامی کی چھ رکنی جماعت نے ادارہ کے سربراہ جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ کی قیادت میں اس اجتماع میں شرکت کی۔

اس اجتماع کے انعقاد کی غرض وغایت تو عنوان سے ہی ظاہر ہے، مزید وضاحت کے لئے مولانا سید سلیمان ندوی کا ایک ارشاد درج ذیل ہے جسے مولانا صباح الدین عبدالرحمٰن نے اپنی تقریر میں دھرایا۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

یورپ کے اہلِ علم نے جہاں علوم جدیدہ کا سرمایہ فراہم کیا اور اپنے لٹریچر کو نئے نئے اسلوب میں شائع کیا، وہاں علوم اسلامیہ نے بھی ان کے علمی شغف کو اپنی طرف مائل کیا اور مستشرقین کے نام سے ایک مستقل گروہ نے عربی علوم و ادب کی حفاظت و اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا، ان کی یہ قابلِ قدر سرگرمیاں ہمارے شکریہ کی مستحق ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ علوم ان کے نہ تھے، اس لئے وہ ہمدردی اور محبت جو مسلمانوں کو اپنی چیزوں سے ہو سکتی ہے، ان کو نہیں، اس لئے ان کی تحقیق و تدقیق سے جہاں فائدہ ہو رہا ہے، سخت نقصان بھی پہنچ رہا ہے، جس کی تلافی آج مسلمان اہلِ علم کا فرض ہے، ان میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو اپنے مسیحی اور مذہبی نقطۂ نظر سے اسلامی علوم پر نظر ڈال کر تحقیق و ریسرچ کے نام سے ایک نیا محاذِ جنگ بنا کر، اسلام، داعیٔ اسلام، اسلامی علوم، اور اسلامی تہذیب و تمدن پر بے پناہ حملے کر رہا ہے .... اگر یہ زہر اسی طرح پھیلتا رہا اور اس کا تریاق نہیں تیار کیا تو معلوم نہیں کس حد تک نوجوان مسلمانوں کے دماغوں میں سرایت کر جائے گا۔

اعظم گڑھ کے اس اجتماع میں فیصلہ کیا گیا کہ اس طرح کا علمی مذاکرہ ہر دو سال کے بعد منعقد ہوا کرے گا۔ یہ بھی طے پایا کہ اس کا دوسرا اجلاس ابوظہبی میں اور تیسرا حکیم محمد سعید صاحب کے تعاون سے پاکستان میں منعقد کیا جائے گا۔

پاک فرانس مذاکرہ

وفاقی وزارتِ ثقافت کے زیرِ اہتمام ۳ اپریل ۱۹۸۲ء سے ۱۵ اپریل ۱۹۸۲ء پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں تیسرا پاک فرانس مذاکرہ منعقد ہوا، پروگرام کے مطابق اس مذاکرہ کو پیرس میں منعقد ہونا تھا لیکن مارچ ۱۹۸۱ء میں فرانس کے مشہور سکالر پروفیسر جورج فشر نے صدرِ پاکستان سے اپنی ایک ملاقات

میں تجویز پیش کی تھی کہ یہ مذاکرہ پاکستان میں منعقد ہو، صدر نے اس تجویز کو پذیرائی بخشی۔

اس مذاکرہ کا موضوع تھا "اسلامی قانون اور اجتماعی و اقتصادی ترقی" مذاکرہ میں فرانس کی جانب سے پروفیسر جورج فشر، ڈاکٹر اے ایم ترکی، پروفیسر جلبیر دے لانوے، پروفیسر یوجین شیفر، پروفیسر ژاں پول شارنے، پروفیسر جے۔ الیف۔ ریکس اور جے سی واتاں شریک ہوئے۔ یہ تمام اسکالر فرانس کی جامعات میں تدریس و تحقیق کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور اپنے اپنے موضوعات پر گہری نظر رکھتے ہیں، پاکستان کی جانب سے جن اہل علم و فضل نے اس مذاکرہ میں مقالات پیش کئے اُن میں جسٹس شیخ آفتاب حسین چیف جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ، پروفیسر شیخ امتیاز علی، وائس چانسلر قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد، ڈاکٹر محبوب الحق، ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کمیشن، جناب اے کے بروہی، ریکٹر اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

افتتاحی اجلاسوں کے علاوہ اس مذاکرہ کے تین اجلاس ہوئے جن کے موضوعات یہ تھے:

پہلا اجلاس : اسلامی قانون کے ماخذ اس کا کلاسیکی سرمایہ اور دورِ جدید کے مسائل۔

دوسرا اجلاس : امتناع سُود، سرمایہ کاری اور بنکاری۔

تیسرا اجلاس : اسلام میں حقوق انسانی۔

یُوں تو اس مذاکرہ کا ہر اجلاس انتہائی اہمیت کا حامل تھا مگر اس کا آخری اجلاس ان سب اجلاسوں کا ماحصل تھا۔ اس اجلاس میں سب سے پہلے پروفیسر ژاں پول شارنے، نے مقالہ پیش کیا جس کا موضوع تھا "انسانوں کے حقوق اور خواتین کے حقوق"، دوسرا مقالہ جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کا تھا۔ جنہوں نے اپنے مقالے میں واضح کیا کہ انسانوں کے وہ بنیادی حقوق جن کا مغرب کو اب شعور و ادراک حاصل ہوا ہے آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام نے ان کو تسلیم کیا، اور صرف تسلیم ہی نہیں بلکہ انہیں روبہ عمل لایا۔ آخر میں اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر جناب اے کے بروہی نے خطبہ دیا، انہوں

نے اپنے فاضلانہ خطبہ میں مغرب کے سیاسی افکار اور موجودہ آزادی اور حقوق کے تصورات پر اس کے تاریخی پس منظر میں روشنی ڈالتے ہوئے نہایت عالمانہ اور ناقدانہ تجزیہ پیش کیا، انہوں نے واضح کیا کہ ہدایت الٰہی اور ارشادِ نبوی کے بغیر انسان اپنا صحیح مقام متعین نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیا میں جن حقوق کا پرچار کیا جا رہا ہے وہ دراصل مغرب میں صدیوں تک قائم رہنے والے ظالمانہ طرزہائے حکومت کا محض ایک ردِّ عمل ہے۔ اسلام میں ایسے حقوق کا مرجع انسان نہیں بلکہ خالق کائنات ہے۔ جبکہ انسانی نظامہائے حیات میں حقوق اربابِ اختیار کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں اور وہ جب چاہتے ہیں ان میں تنسیخ و ترمیم بھی کرتے ہیں۔

جناب اے۔کے بروہی کے خطبے سے فرانسیسی محققین سمیت تمام شرکاء بہت محظوظ اور متاثر ہوئے۔

علم حدیث کی ایک عظیم الشان کتاب پر تحقیقی کام

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان تصنیف "التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانیدؒ" پر مراکش کے ممتاز علماء کرام کی ایک جماعت مراکش کے مشہور محقق الاستاذ السید سعید اعراب کی زیر نگرانی تحقیق و تشریح کا کام کر رہی ہے۔ استاذ موصوف نے چوتھے، پانچویں، چھٹے، نویں اور دسویں حصہ کو مرتب کر کے اپنی شرح اور تعلیقات کے ساتھ شائع کیا ہے جبکہ اس کا بارہواں حصہ ابھی زیرِ اشاعت ہے، تکمیل ہونے پر حدیث کی یہ دائرۃ المعارف ستائیس جلدوں تک پہنچ جائے گی اور حدیث کا ایک بہت اہم علمی مرجع ثابت ہوگی، مراکش کی یہ عظیم علمی خدمت شاہ مراکش حسن بن محمد الثانی کی ذاتی دلچسپی کی مرہون ہے۔